أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہٖ و منّہٖ تعالیٰ
ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدنِ انوار، مخزنِ اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا و مرشدنا

سید عثمان علی شاہ بخاریؒ
پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ
پیر سید غضنفر علی شاہ بخاریؒ

لیے بالکل تیار تھی ٹکٹ لینے کا وقت نہ تھا اس لیے بغیر ٹکٹ ہی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی چل دی اور سفر شروع ہو گیا فیروز پور چھاؤنی پہنچے تو ٹکٹ انسپکٹر نے آ کر ٹکٹ طلب کیا اور سختی سے ہمکلام ہوا معاملہ طول پکڑتے پکڑتے رہ گیا۔ غروب آفتاب کے قریب فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچے راستہ میں اپنی بیٹری (ٹارچ) جلائی تو وہ ٹمٹما کر بجھ گئی اس کا بلب جل گیا۔

نماز مغرب کے بعد جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحبؒ نے دریافت کیا "وہ ٹی ٹی کیا کہتا تھا۔ بڑا گستاخ تھا۔ مگر آپ نے بھی تو ٹکٹ نہیں لیا تھا آپ اگر اطمینان سے ٹکٹ خرید کر گاڑی میں سوار ہوتے تو گاڑی آپ کو لے کر ہی آتی۔" گویا مجھے بلا ٹکٹ سفر کرنے سے منع فرمایا۔ پھر خادم سے فرمایا کہ راستہ میں ان کی بیٹری خراب ہو گئی ہے۔ ان کی جائے قیام میں لالٹین جلا کر رکھ دینا۔

اولاد نرینہ کے لیے دعا

میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد ان کے ہاں دو بچیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں جب تیسرے بچے کی ولادت کے آثار ہوئے تو وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولاد نرینہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شیرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جا کر یہ پھل اپنی بیوی کو کھلا دینا گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل انہوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام میر منصور محمود رکھا گیا اور وہ اب لاہور میں ایک کامیاب وکیل ہیں۔

سنگین مقدمات سے بریت

میر محمود صاحب کا بیان ہے کہ غالباً ۱۹۳۳ء یا ۳۴ء کا واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم پر ایک سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا۔ یہ مقدمہ مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ ان پر جو الزامات عاید کیے گئے تھے ان کے نتیجہ میں ان کو سخت ترین سزا دی جا سکتی تھی۔ میر صاحب امرتسر کے

رہنے والے تھے اور ان کی شاہ صاحب سے راہ و رسم تھی سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ان کو کہا کہ کرمونوالہ شریف جا کر حضرت صاحبؒ سے ان کے حق میں دعائے خیر کروائیں۔

چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بخاری صاحبؒ کی طرف سے التجائے دعا کی اس پر آپ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کو پہنا دیں اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کر دیں گے۔ انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری کر دیا۔

مخلصانہ خدمت کا صلہ

محمد مہرالدین کھوکھر سکنہ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں ایک وقت ان پر ایسا بھی آیا کہ وہ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ عین ممکن تھا کہ وہ پھسل جاتے اور پھر کہیں کے نہ رہتے مگر خوش قسمتی سے ان کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کا خیال پیدا ہوا۔ وہ دربار عالیہ میں پہنچے اور کافی دنوں تک وہاں قیام کیا حتی کہ طبیعت میں چنگی پیدا ہوئی اور خیالات فاسدہ سے نجات مل گئی۔ ایک دن وہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک خادم آیا اور تین آدمیوں کو بلا کر حضرت صاحبؒ کے پاس لے گیا۔ دربار شریف میں بڑا کمرہ زیر تعمیر تھا اور اس پر گارڈر چڑھائے جا رہے تھے۔ ان گارڈروں کے سروں پر زنگ سے بچاؤ کے لیے تارکول لگایا گیا تھا۔ کوئی شخص آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے کے لیے نہیں نکل رہا تھا۔ کیونکہ کپڑے خراب ہونے کا ڈر تھا۔ محمد مہرالدین کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سفید ریشمی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ اس لیے میں بھی ذرا جھجک گیا۔ حضرت قبلہؒ سامنے کھڑے تھے۔ آپؒ کو دیکھتے ہی فوراً سیڑھی پر چڑھا اور گارڈر کو کندھے کا سہارا دے کر اوپر اٹھایا اور دیوار پر رکھ دیا۔ سیڑھی سے نیچے اتر کر دیکھا تو قمیص پر بہت بڑا داغ تارکول کا لگ چکا تھا۔ دل میں افسوس پیدا ہوا کہ قمیص ضائع ہو گئی۔ حضرت قبلہؒ اس وقت دروازے میں کھڑے تھے۔ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جاؤ اب آرام کرو۔ ساتھیوں

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز
المعروف بہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: محمد اکرم ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ○ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ○

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہٖ ومنہٖ تعالیٰ

ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدنِ انوار، مخزنِ اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیّدنا و مرشدنا

حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: محمد اکرام ایم اے

کتاب ---------- "معدنِ کرم"

مؤلف ---------- محمد اکرام ایم اے

طابع وناشر ---------- چوہدری محمد صدیق بی اے میاں چنوں ضلع ملتان

مطبع ---------- نثار آرٹ پریس لمیٹڈ۔ لاہور

کتابت ---------- علی احمد صابر چشتی

باراول ---------- ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء

تعداد ---------- ایک ہزار

قیمت فی جلد ---------- ۲۰/ روپے

سرورق: حافظ محمد یوسف السدیدی

ملنے کے پتے:

۱۔ مولوی محمد اکرام ایم اے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف ضلع ساہیوال۔

۲۔ چوہدری محمد صدیق بی اے۔ ریٹائرڈ سیکرٹری۔ محلہ غریب آباد۔ میاں چنوں ضلع ملتان

۳۔ مکتبہ شعاعِ ادب — چوک لوہاری دروازہ — لاہور —

فہرست

میں شراب سے سخت نفرت پیدا ہو گئی اور پھر اُس کی بُو بھی اُن کے لیے بے حد تکلیف دہ ہوتی۔

تحصیل دار صاحب دیپال پور حضرت قبلہؒ کے معتقد تھے۔ حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین پیر عارف علی شاہ صاحب اور پیر سیّد علی شاہ صاحب حضرت قبلہؒ کے پاس تشریف لائے اور تحصیل دار صاحب مذکور کے نام ایک سفارشی رقعہ تحریر کرنے کی درخواست کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ آپ کا منشا یہ ہے کہ بھائی کا حصہ بھی آپ کو مل جائے۔ مگر وہ رقعہ حاصل کرنے پر اصرار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت قبلہ نے رقعہ تحریر کر دیا کہ قرآن پاک کی رو سے اُن کا فیصلہ کر دیا جائے۔

شاہ صاحب نے باہر آ کر جب یہ الفاظ پڑھے تو مایوس ہوئے اور رقعہ تحصیل دار صاحب کو نہ پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاریخ مقررہ پر جب عدالت میں حاضر ہوئے تو تحصیل دار صاحب نے سب سے پہلا سوال یہی کیا۔ "لائیں حضرت میاں صاحبؒ کا خط مجھے دے دیں۔ وہ خط کہاں ہے۔" انھوں نے پس و پیش کی اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں ٹالنا چاہا کیونکہ وہ تحریر اُن کے خلاف تھی۔ تحصیل دار صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے بعد عین قرآن پاک کے مطابق فیصلہ سُنا دیا جس سے طرفین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوئی۔

حکیم محمد اسحاق مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّد نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحبؒ کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات شرق پور سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا۔ "وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے۔ میری تمنا ہے کہ

اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ نیاز حاصل کروں۔،، چنانچہ وہ حضرت قبلہؒ کی حاضری کے لیے شرق پور تشریف لائے اور بوقتِ روانگی حضرت قبلہؒ سے ہیٹھ پر بغرض حصولِ فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

حضرت قبلہؒ کے خالہ زاد بھائی میاں سر محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ علامّہ اقبالؒ کے ہمراہ درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع کی۔ حضور نے فرمایا۔" میں نہیں جانتا تجھے یا تیرے ڈاکٹر کو۔،، سر شفیع اپنا سا منہ لے کر رہ گئے لیکن جلد ہی دریائے رحمت جوش میں آگیا اور اُن کو شرفِ باریابی حاصل ہوا۔ حضرتؒ نے اُن کے سامنے انگریزی معاشرت کی بھرپور مذمّت کی اور فرمایا کہ انگریزی تمدن اور معاشرت نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ اور اس کا اثر ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اِس نے ہمیں دین کا چھوڑا ہے نہ دُنیا کا۔ ہم نے جب سے اسے اپنایا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔،، داڑھی منڈانے پر اُن کو ٹوکا اور انگریزی طور طریقوں کی مذمّت فرمائی۔ علامّہ جھٹ حضرت قبلہ سے معروض ہوئے۔" بے شک حضرتؒ کو گناہوں سے نفرت ہونی چاہیئے مگر گناہ گار سے نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم شفیع المذنبین ہیں۔،، اُن کا یہ کہنا تھا کہ حضرت دھیمے پڑ گئے۔ آقائے دو جہاںؐ کے نام نامی اور ذکرِ خیر سُن کر سب جوش و خروش جو محض غیرتِ دینِ مبین تھی۔ ٹھنڈا پڑ گیا علامّہ صاحب مرحوم کی خاطر تواضع کی اور خوشی خوشی اُن کو رخصت کیا۔

ایک دن ملک مہدی زمان خان ڈپٹی کمشنر گجرات حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؒ نے مجھے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا تھا۔ وہاں

زبدۃ العارفین ، قطب الاقطاب ،

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے

سنِ ولادت : ۱۲۹۷ ہجری ——— وصال : ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ ہجری

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

تھے اور زیادہ وقت اُن کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک مُتّقی اور شریف الطبع اُستاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروّجہ عربی فارسی کُتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصُولِ علُومِ دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصُول کی طرف متوجہ ہُوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم اُن دِنوں تشنگانِ علمِ دین کے لیے ایک چشمۂ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا، "برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل وقال تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دِل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دِلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عملِ صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں اُن دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیلِ علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالربؒ میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورۂ حدیث ختم کیا۔

قیامِ دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجلسیں اُس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ نوآموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیرِ تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریکِ محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی

حاضر ہوئے اور اولادِ نرینہ کے لیے دُعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شیرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جا کر یہ پھل اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل انہوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دُعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام "میر منصور محمود" رکھا گیا اور وہ اب لاہور میں ایک کامیاب وکیل ہیں۔

سنگین مقدمات سے بریت

میر محمود صاحب کا بیان ہے کہ غالباً ۱۹۳۳ء یا ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے کہ حکومتِ پنجاب نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم پر ایک سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا۔ یہ مقدمہ مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ اُن پر جو الزامات عاید کیے گئے تھے اُن کے نتیجہ میں اُن کو سخت ترین سزا دی جا سکتی تھی۔ میر صاحب امرتسر کے رہنے والے تھے اور اُن کی شاہ صاحب سے راہ و رسم تھی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اُن کو کہا کہ موہڑہ شریف جا کر حضرت صاحب سے اُن کے حق میں دُعائے خیر کروائیں۔

چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بخاری صاحب کی طرف سے التجائے دُعا کی۔ اس پر آپ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو پہنا دیں اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کر دیں گے۔ انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری کر دیا۔

مخلصانہ خدمت کا صلہ

محمد مہرالدین کھوکھر سکنہ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں ایک وقت اُن پر ایسا بھی آیا کہ وہ سخت